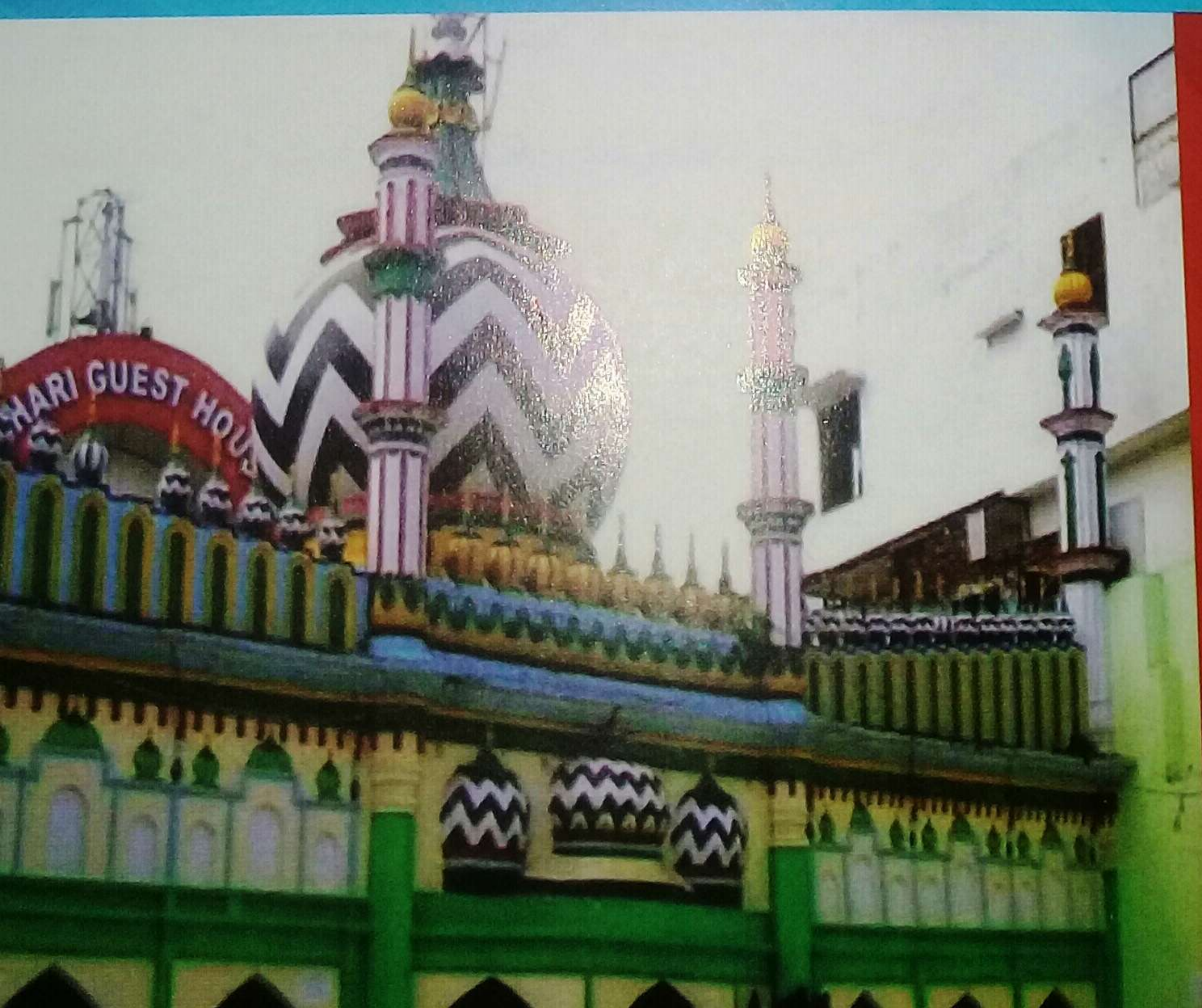
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کا عشقِ رسول



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت:

سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خُوشبودار ہے: جب جُمعرات کادن آتاہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فِرِشتوں کو بھیجتاہے، جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ جُمعرات اور شَبِ جُمُعہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔[1]

ذاتِ والا پہ بار بار دُرود بار بار اور بے شُمار دُرود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَعلیٰ حضرت کا عشقِ رسول:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب دُوسری بار حج کے لئے حاضِر ہوئے تو مدینہ منورہ میں حضور نَبیِّ رَحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زِیارت کی آرزو لئے روضۂ اَطہر کے سامنے دیر تک صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے، مگر پہلی رات قسمت میں یہ سَعادت نہ تھی۔ اِس موقع پر وہ معروف نعتیہ غَزل لکھی، جس کے مَطْلَع (یعنی پہلے شعر) میں دامَن رحمت سے وابستگی کی اُمّید دِکھائی ہے:

1... مسند فردوس، ۱/ ۱۱۱، حدیث: ۶۸۵

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں[1]

شعر کی وضاحت: اے بہار جُھوم جا کہ تجھ پر بہاروں کی بہار آنے والی ہے۔ وہ دیکھ! مدینے کے تاجدار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سُوئے لالہ زار یعنی جانبِ گُلزار تشریف لا رہے ہیں۔

مَقْطَع یعنی آخری شعر میں بارگاہِ رسالت میں اپنی عاجزی اور بے مائیگی (بے۔ما۔یَہ۔گی یعنی مسکینی) کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے کہ

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ تجھ سے شَیدا ہزار پھرتے ہیں[2]

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مِصْرَعِ ثانی میں بطورِ عاجزی اپنے لئے "کُتّے" کا لفظ اِستعمال فرمایا ہے، مگر اَدَباً یہاں "شَیدا" لکھ دِیا ہے (جس کا مطلب ہے عاشق)۔

شعر کی وضاحت: اِس مَقْطَع میں عاشقِ ماہِ رِسالت، سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کمالِ انکساری کا اِظہار کرتے ہوئے اپنے آپ سے فرماتے ہیں: اے احمد رضا! تُو کیا اور تیری حقیقت کیا! تجھ جیسے تو ہزاروں سگانِ مدینہ (یعنی مدینے کے کُتّے) گلیوں میں دیوانہ وار پھر رہے ہیں۔

یہ غزل عَرض کرکے دِیدار کے اِنتظار میں مُؤَدَّب (یعنی با اَدَب) بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی اور چشمانِ سر (یعنی سر کی آنکھوں) سے بیداری میں زیارتِ محبوبِ باری سے مُشرَّف ہوئے۔[3]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1... حدائقِ بخشش، ص۹۹

2... حدائقِ بخشش، ص۱۰۰

3... حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۱/ ۹۲

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے عِشْقِ رسول کو اپنی زندگی کا سرمایہ اور ذِکرِ رسول کو گویا اپنا مقصد بنا رکھا تھا، ساری عُمر اپنے محبوب آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی شان و عظمت میں نعتیں لکھ لکھ کر لوگوں کو عِشْقِ رسول میں گرماتے رہے اوراُن کے دِل میں عِشْقِ حبیب کے دِیے جلاتے رہے۔ نیز اپنی زبان و قلم کے ذریعے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی عزّت وناموس کی حفاظت کرتے رہے، چونکہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه عاشِقِ صادِق تھے لہٰذا دِیارِ حبیب کی حاضری کا شوق سینے میں موجیں مارتا رہا اور جب آپ کو اپنے کریم آقا صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے دربار میں حاضری کی سعادت ملی تو پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی شان وعظمت میں دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے اور عِشْقِ رسول میں ڈُوبے ہوئے اَشعار اُس پاک بارگاہ میں پیش کردیئے۔ رِقّت وسوز سے بھرپور اَشعار کو دَرَجۂ قبولیّت حاصل ہوا، غیب دان آقا صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی رحمت کو جوش آیا اورآپ نے اپنے دِیدار کا شربت پِلا کر گویا اعلیٰ حضرت کے عاشِقِ صادق ہونے پر اپنی مُہر لگادی۔

جو ہے اللہ کا ولی بے شک　　　عاشِقِ صادِقِ نبی بے شک
غوثِ اعظم کا جو ہے متوالا　　　واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عشق اور محبّت کسے کہتے ہیں؟

حُجَّةُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه محبّت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: طبیعت کا کسی لذیذ شے کی طرف مائل ہوجانا "محبّت" کہلاتا ہے اور

1 ...وسائلِ بخشش مرمم، ص۵۷۶

جب یہ میلان قوی اور پختہ (یعنی بہت شدید) ہو جائے تو اُسے ''عشق'' کہتے ہیں۔[1]

یعنی کسی پسندیدہ چیز سے تَعَلُّق قائم ہو جانا مَحَبَّت کہلاتا ہے اور جب وہی تعلق شدت اختیار کر جائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔

اللہ ورسول سے عشق و محبت کا مطلب:

اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت و عشق کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری والے کام کئے جائیں۔

محبت کی علامت:

حضرت سَیِّدُنا سہل بن عبدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مَحَبَّت کی علامت قرآن سے مَحَبَّت کرنا ہے اور مَحَبَّتِ قرآن کی علامت حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت کرنا ہے اور مَحَبَّتِ رسول کی علامت ان کی سُنَّت سے مَحَبَّت کرنا ہے اور ان سب سے مَحَبَّت کی علامت آخرت سے مَحَبَّت کرنا ہے اور آخرت سے مَحَبَّت کی علامت اپنے آپ سے مَحَبَّت کرنا ہے اور خود سے مَحَبَّت کی علامت دنیا سے بُغض رکھنا ہے اور دنیا سے بُغض کی علامت اس سے بقدرِ ضرورت کے علاوہ کچھ نہ لینا ہے۔[2]

عشقِ رسول کے فوائد:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ سچا عاشقِ رسول وہی ہے جو دنیا کی مَحَبَّت سے پیچھا چھڑا کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِطاعت میں زندگی

1... احیاء العلوم، کتاب المحبۃ والشوق...الخ، بیان حقیقۃ المحبۃ...الخ، ۵/ ۶

2... تفسیر قرطبی، پ۳، اٰل عمران، تحت الآیۃ: ۳۱، ۴/ ۴۷

گزارتا ہے اور ضرورت سے زیادہ دنیا کے پیچھے نہیں جاتا۔ جو لوگ عشقِ مُصطفٰے کو دُنیا کی مرغوب چیزوں پر ترجیح دیتے ہیں انہیں یہ عظیمُ الشان اِنعامات حاصل ہوتے ہیں:

...اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسے لوگوں کے دِلوں میں ایمان راسخ فرمادیتا ہے۔ ...ان کا خاتمہ اچھا ہوتا ہے۔ ...اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدُنا جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام کے ذریعے ایسے لوگوں کی مدد فرماتا ہے۔ ...اِنہیں ہمیشہ رہنے والی جنّتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ...ایسے لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پسندیدہ بندے کہلاتے ہیں۔ ...منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں بلکہ امید وخیال سے بھی بڑھ کر نعمتیں پاتے ہیں۔ ...سب سے بڑی خوشخبری یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سے راضی ہو جاتا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اعلیٰ حضرت کا تعارُف:

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادتِ باسعادت، بریلی شریف کے محلے جَسُولی میں ۱۰ شَوَّالُ الْمُکَرَّم ۱۲۷۲ ہجری بمطابق 14 جُون 1856 عیسوی ہفتہ کے دن ظہر کے وقت ہوئی۔[2]

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس آیۂ کریمہ سے اپنا سِنِ ولادت نکالا ہے:

اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُؕ (پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی۔

---

1 ...پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲

2 ...حیات اعلیٰ حضرت، ۱/ ۵۸

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خاندانی لحاظ سے پٹھان، مَسْلک کے اعتبار سے حَنَفی اور طریقت میں قادِری تھے۔ آپ کے والدِ ماجِد، استاذُ العُلَماء مولانا نَقی علی خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور داداجان مولانا رضا علی خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہیں۔[1] اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا پیدائشی نام "**محمد**" ہے، والِدہ ماجِدہ مَحَبَّت میں "**اَمَّن میاں**" فرمایا کرتی تھیں، والدماجِد اور دوسرے رشتے دار "**احمد میاں**" کے نام سے پُکارا کرتے تھے، داداجان نے آپ کا نام "**احمد رضا**" رکھا، آپ کا تاریخی نام "اَلْمُخْتَار" ہے اور اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خُود اپنے نام سے پہلے "**عَبْدُ المصطفٰے**" لکھا کرتے تھے۔[2] جس سے آپ کے عِشْقِ رسول کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ چُنانچہ اپنے نعتیہ دِیوان "**حَدائِقِ بخشش**" میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

خَوف نہ رکھ رضاؔ ذرا، تُو تو ہے "عبدِ مُصْطَفٰے"
تیرے لئے اَمان ہے، تیرے لئے اَمان ہے[3]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے القابات:

امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اَلْقابات میں سے مشہور ترین لَقَب "**اعلیٰ حضرت**" ہے۔ یہ لَقَب آپ کی ذات کے ساتھ اِس طرح خاص ہے کہ جب بھی اعلیٰ حضرت کہا، سُنا جاتا ہے ذِہن فوراً آپ کی طرف ہی جاتا ہے۔ عُلمائے اہلِ سُنَّت آپ کو اِس کے علاوہ اور بھی بہت سے القابات سے یاد کرتے ہیں جیسا کہ

1... فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، ص۷۶ ملخصاً
2... فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص۷۷ ملخصاً
3... حدائق بخشش، ص۱۷۹

شَیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے رسالے **"تذکرۂ امام احمد رضا"** میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ذکرِ خیر اِن القابات واَلفاظ کے ساتھ فرمایا ہے: اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنَّت، ولِیِ نعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسَالت، مُجدِّدِ دِین و ملّت، حامِیِ سُنَّت، ماحِیِ بدعت، عالِمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعِثِ خیر وبرکت۔

اُس کی ہستی میں تھا عمل جوہر سُنَّتِ مصطفٰے کا وہ پیکر
عالِمِ دِین صاحِبِ تقویٰ واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سیرت، آپ کے فتاویٰ، ملفوظات اور نعتیہ شاعری کو پڑھ یا سُن کر ہر ذی شُعُور یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ عِشقِ رسول آپ کی نَس نَس میں سمایا ہوا تھا۔ آپ نے عُمْر بھر محبوبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف وتَوصِیف بیان کی، آپ کی ذاتِ سَتُودہ صفات (یعنی قابلِ تعریف خوبیوں کی مالک ہستی) پر اِعتراضات کرنے والوں کو منہ توڑ جوابات دیئے اور قرآنِ پاک کے ترجمے میں بھی شانِ رسالت کا خاص خیال رکھا۔ یوں سمجھئے کہ عِشقِ مُصْطَفٰے کی شمع لوگوں کے دلوں میں روشن کرنا آپ کا بُنیادی مَقْصَد تھا۔ آپ کے نَعتیہ دیوان **"حدائقِ بخشش شریف"** کا ہر شعر آپ کے عِشقِ رسول کی عکّاسی کرتا نظر آتا ہے۔ آپ کے عِشقِ رسول کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ آپ نے نہ صرف اپنے دونوں بیٹوں کے نام بلکہ اپنے بھتیجوں تک کے نام، نامِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر رکھے۔[2]

[1]... وسائلِ بخشش مرمم، ص۵۷۶

[2]... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص۳۷ ملخصاً

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ذاتِ مُبارَکہ سُنَّتِ مُصْطَفٰے کی حقیقی معنٰی میں آئینہ دار تھی، آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا اور بات چیت کرنا سب سنّت کے مُطابق ہوتا تھا۔ سنّتوں سے مَحَبَّت کا یہ عالَم تھا کہ ایک بار آپ کہیں مَدْعُو (دعوت پر بلائے گئے) تھے، کھانا لگا دِیا گیا، سب کو سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے کھانا شُروع فرمانے کا اِنتِظار تھا، آپ نے ککڑیوں کے تھال میں سے ایک قاش اُٹھائی اور تَناوُل فرمائی، پھر دوسری، پھر تیسری، اب دیکھا دیکھی لوگوں نے بھی ککڑی کے تھال کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے، مگر آپ نے سب کو روک دِیا اور فرمایا، ساری ککڑیاں میں کھاؤں گا۔ چُنانچِہ آپ نے سب ختم کر دیں، حاضِرین مُتَعَجِّب تھے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تو بہت کم غِذا اِستِعمال فرمانے والے ہیں، آج اتنی ساری ککڑیاں کیسے تناوُل فرما گئے !لوگوں کے اِستِفْسار پر فرمایا: میں نے جب پہلی قاش کھائی تو وہ کڑوی تھی اس کے بعد دوسری اور تیسری بھی، لہٰذا میں نے دوسروں کو روک دِیا کہ ہو سکتا ہے کوئی صاحِب ککڑی مُنہ میں ڈال کر کڑوی پا کر تُھو تُھو کرنا شُروع کر دیں، چُونکہ ککڑی کھانا میرے میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّتِ مُبارَکہ ہے، اِس لئے مجھے گوارا نہ ہوا کہ اِس کو کھا کر کوئی تُھو تُھو کرے۔[1]

مجھ کو میٹھے مُصْطَفٰے کی سُنَّتوں سے پیار ہے　　اِنْ شَآءَاللّٰہ دوجہاں میں اپنا بیڑا پار ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عشق نے کڑوی ککڑی کھانا گوارا کر لیا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ کوئی شخص مدنی آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پسندیدہ چیز ککڑی کھا کر مُنہ بگاڑے یا کسی طرح کی ناپسندیدگی کا اِظْہار کرے، یقیناً یہ آپ

[1]... فیضان سنت، ص۴۵۷

کی حضور نَبِیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اُن کی سُنّت سے سچی مَحَبَّت کا مُنہ بولتا ثُبُوت تھا کیونکہ جو تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّت سے مَحَبَّت کرتا ہے درحقیقت وہ آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی سے مَحَبَّت کرتا ہے جیسا کہ

سنّت سے محبت کی فضیلت:

مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بُنیاد ہے: مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔(1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اِتباعِ سُنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا قُرب نصیب ہوتا، دونوں جہاں میں سرفرازی و سُرخروئی ملتی، عِشقِ رسول میں اِضافہ ہوتا اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

حدیث شریف کا ادب و احترام:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مکی مدنی سُلطان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حقیقی مَحَبَّت کی وجہ سے حدیثِ پاک کا بے اِنتہا اَدَب فرماتے تھے۔ ہمیشہ دَرسِ حدیث اَدَب کے ساتھ دو زانوں بیٹھ کر دِیا کرتے۔ احادیثِ کریمہ بغیر وُضو نہ چُھوتے اور نہ پڑھایا کرتے۔ کُتُبِ احادیث پر کوئی دوسری کتاب نہ رکھتے۔ حدیث کی شَرح و وضاحت کے دوران اگر کوئی شخص بات کاٹنے کی کوشش کرتا تو سخت ناراض ہوتے یہاں تک کہ چہرۂ مُبارک غُصّے کی وجہ سے سُرخ ہو جاتا۔ حدیثِ پاک پڑھاتے وقت پاؤں زانو پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے۔(2)

1... ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة...الخ، ۴/ ۳۰۹، حدیث: ۲۶۸۷

2... فیضان اعلیٰ حضرت، ص۲۷۶ ملخصاً

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قرآن وحدیث کے اَدَب و اِحْتِرام کا خاص خیال رکھا کریں نیز قرآن وحدیث اور سُنّتوں بھرے بیانات سُنتے ہوئے بھرپُور توجّہ اور تمام تر آداب کا خیال رکھیں اور بے اَدَبی اور غفلت ولاپرواہی سے بچا کریں۔ یاد رکھئے کہ اَدَب انسان کو کامیابی کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے اور بے اَدَبی ناکامیوں اور مَحْرومیوں کی دَلْدَل میں دھنسا دیتی ہے۔ افسوس! آج کل تو ہر طرف بے اَدَبی کا دَور دَورہ ہے بِالْخُصُوص مُبارک اَسماء اور مُقَدَّس اَوْراق کا اَدَب و اِحْتِرام تو اب تقریباً ختم ہوتا جارہا ہے۔ بسا اوقات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَسمائے مبارکہ اور آیاتِ قرآنیہ والے اَوْراق سرِراہ بلکہ مَعَاذَاللہ گندی نالیوں تک میں پڑے دکھائی دیتے ہیں، یونہی بعض لوگ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ عظمت نشان میں جان بُوجھ کر یا بے توجُّہی کے سبب ایسے ایسے الفاظ بول جاتے یا لکھ ڈالتے ہیں جو آپ کے شایانِ شان نہیں ہوتے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بااَدَب بنائے اور بے اَدَبوں کی صحبت اور اُن کی تحریریں پڑھنے سے محفوظ رکھے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

محفوظ سَدا رکھنا شہا! بے اَدَبوں سے اور مجھ سے بھی سَرزَد نہ کبھی بے اَدَبی ہو(1)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خاص کرم تھا کہ آپ کی تحریر کا انداز اس قدر دلکش ہے کہ خُود اَدَب کو بھی اس پر نازرہے گا، یوں تو آپ تمام مُبارک ہستیوں کا دل و جان سے اَدَب بجالاتے مگر پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُعاملے میں تو بہت زیادہ اَدَب کا لحاظ رکھا

1 ...وسائل بخشش مرمم، ص۳۱۵

کرتے تھے، اگر کسی کی تحریر یا گفتگو سے مَعَاذَ اللہ شانِ رسالت میں بے اَدَبی کا پہلو نکلتا یا کسی لفظ سے شانِ اَقدس میں کمی کی بُو بھی محسوس ہوتی تو فوراً تنبیہ فرماتے نیز اپنی تحریروں اور نعتیہ شاعری میں بھی اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے سے بچتے۔ آیئے! اِس ضمن میں دو ایمان افروز واقعات سنتے ہیں۔ چنانچہ

اَسمائے مقدّسہ کا اَدَب:

ایک روز سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بھتیجے مولانا حَسَنَیْن رضا خان صاحب، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو فتویٰ طلب کرنے والوں کی طرف سے پُوچھے گئے کچھ سوالات سنا رہے تھے اور جوابات لکھ رہے تھے۔ ایک کارڈ پر لفظ "**اللہ**" لکھا گیا۔ اِس پر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: یادرکھو کہ میں کبھی تین چیزیں کارڈ پر نہیں لکھتا: (۱)...اِسمِ جلالت یعنی **اللہ** (۲)...**محمد** اور **احمد** اور (۳)...نہ کوئی آیتِ کریمہ، مثلاً اگر رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لکھنا ہے تو یوں لکھتا ہوں: حُضورِ اَقدس عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَام یا اِسمِ جلالت یعنی **اللہ** لکھنا ہو تو اس کی جگہ مولیٰ تعالیٰ لکھتا ہوں۔[1]

خلافِ اَدَب الفاظ نہ لکھے:

ایک بار حضرت مولانا سیِّد شاہ اِسماعیل حَسَن میاں رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آپ سے ایک دُرودِ پاک لکھوایا، جس میں حُضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صِفَت کے طور پر لفظ **حُسَیْن** اور **زاہد** بھی تھا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دُرودِ پاک تو لکھ دیا مگر یہ دو لفظ تحریر نہ فرمائے اور فرمایا کہ لفظ **حُسَیْن** میں چھوٹا ہونے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں اور **زاہد**

1... ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ ۱، ص ۱۷۳، ملخصاً

اُسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔(حالانکہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام توبِاِذْنِ اللہ ہر چیز کے مالک و مُختار ہیں لہٰذا) حضورِ اَقْدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں اِن اَلفاظ کا لکھنا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اندازہ لگائیے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ذاتِ بابرکات میں اَدَب و تعظیم کا کیسا جذبہ تھا، آپ فنافِی اللہ اور فنافِی الرَّسول کے اعلیٰ مَنْصَب پر فائز تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحَبَّت آپ کے دل پر نَقش ہوچکی تھی، جیسا کہ آپ نے ایک موقع پر خُود فرمایا: اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کردے تو ایک پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ لکھا ہوا پائے گا۔[2]

خُدا ایک پر ہو تو اِک پر محمد اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں[3]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ناموسِ رسالت پر اپنی ناموس قربان:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی ذات کے لئے تو سب کچھ برداشت کر سکتے تھے، لیکن بے چین دِلوں کے چین، رحمتِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ اَقْدس میں ادنیٰ سی بے اَدَبی و گُستاخی بھی برداشت نہیں کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ پیشہ وَر گُستاخوں کی گُستاخانہ عبارتوں کو دیکھتے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جَھڑی لگ جاتی، دُشمنانِ

1... امام احمد رضا اور عشقِ مصطفٰی، ص۲۹۳ ملخصاً

2... سوانح امام احمد رضا، ص۹۶

3... سامانِ بخشش، ص۱۰۳

مُصْطَفٰے کی سازشوں کو بے نقاب کرنے میں کسی کی ملامت کو خاطر میں نہ لاتے، اپنے محبوبِ مکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان و عظمت بیان کرنے میں مشغول رہتے۔ نیز ساری زندگی گستاخوں کی طرف سے پیارے مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عزّت و عظمت پر کئے جانے والے حملوں کا سختی سے دِفاع کرتے رہے تاکہ وہ غُصّے میں جَل بُھن کر آپ کو بُرا بھلا کہنا اور لکھنا شُروع کر دیں۔ جیسا کہ آپ کی تحریر کا خُلاصہ ہے:

اِنْ شَآءَ اللہُ الْعَزِیْز اپنی ذات پر کئے جانے والے حملوں اور تنقید بھرے جملوں کی طرف کوئی توجّہ نہ دوں گا، سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف سے مجھے یہ خدمت سپُرد ہے کہ عزّتِ سرکار کی حِمایت (یعنی دِفاع) کروں نہ کہ اپنی، میں تو خُوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، بُرا کہتے اور مجھ پر بُہتان لگاتے ہیں، اِتنی دیر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی (شان میں) بدگوئی اور عیب جُوئی سے غافل رہتے ہیں، میری آنکھوں کی ٹھنڈک اِس میں ہے کہ میری اور میرے باپ دادا کی عزّت وآبرُو عزّتِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ڈھال بنی رہے۔[1]

ایک اور مقام پر فرمایا: جس کو **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) اور رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی شان میں اَدنیٰ سی بھی توہین کرتا پاؤ اگرچہ وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اس سے جُدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گُستاخی کرتا دیکھو اگرچہ وہ کیسا ہی عظیم بُزرگ کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکّھی کی طرح نِکال کر پھینک دو۔[2]

وُہی دُھوم اُن کی ہے ما شَآءَ اللہ مِٹ گئے آپ مٹانے والے

1... فتاویٰ رضویہ، ۱۵/۸۸، ملخصاً

2... وصایا شریف، ص ۱۰

خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے
کیوں رضاؔ آج گلی سُونی ہے اُٹھ مِرے دُھوم مچانے والے[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سِیرت و کردار کا باریک بِینی کے ساتھ مُطالَعہ کرنے والے اِس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ آپ ایک زبردست عاشِقِ رسول تھے، آپ کی شَخْصِیّت بے شُمار خُوبیوں کی جامع تھی اور ایک ولیِ کامل ہونے کے لحاظ سے آپ اِنتہائی نَرْم طبیعت اور منکسر المزاج تھے، البتہ اللہ و رسول (عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی شان میں گُستاخی یا شرعی اَحکام کی ہَٹ دھرمی سے خلاف وَرْزِی کرنے والوں کے حق میں بہت سَخْت تھے، مگر اس کے باوُجود آپ کی سختی کبھی بھی بے محل اور نامُناسب نہ ہوتی بلکہ بڑی محتاط اور اِنتہائی سنجیدگی کے دائرے میں رہتی۔ آپ نے قابلِ اعتراض تحریروں پر سختی کے ساتھ گِرِفْت فرمائی اور ایسی باتیں لکھنے والوں کے ساتھ ذرّہ برابر بھی نرمی نہ برتی، لیکن کسی بھی مقام پر تَہذِیب و شائستگی کا دامن نہ چھوڑا۔

یہی وجہ ہے کہ رسولِ اَکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اولیائے عظام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے بُغْض وعداوت رکھنے کے سبب کُفر و گمراہی کی تنگ و تاریک وادِیوں میں بھٹکنے والے بہت سے اَفراد آپ کی تحریروں کی برکت سے اپنے بُرے عقائد سے تائب ہو کر سچے پکے عاشِقِ رسول بن گئے۔ آپ نے ساری عُمر وہی راستہ اپنائے رکھا جو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اِختیار فرمایا تھا کہ یہ حضراتِ قُدسِیَّہ بھی مؤمنوں کے

1 ... حدائقِ بخشش، ص۱۶۱، ۱۶۲

مُعاملے میں اِنتہائی شفیق و مہربان جبکہ دشمنانِ دین کے حق میں سخت تھے۔

محمد کی مَحبّت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے   اِسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تحریروں کا بغور مطالعہ کرنے پر یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ بُرے عقیدے رکھنے والوں کا سختی کے ساتھ رَدّ کرنے میں ہرگز آپ کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہ تھا بلکہ فقط **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحبّت نے آپ کو یہ انداز اختیار کرنے پر اُبھارا، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ نے اپنی ذات کی خاطر کبھی بھی کسی سے بدلہ نہ لیا اور یہی ایک مومن کے ایمانِ کامل کی علامت ہے۔

ایمانِ کامل کی علامت:

حدیثِ پاک میں ہے کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ یعنی جس نے **اللہ** تعالیٰ کی خاطر محبّت کی اور **اللہ** تعالیٰ کی خاطر ہی بُغض رکھا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خاطر ہی کسی کو کچھ دیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خاطر ہی دینے سے رُکا تو یقیناً اس نے ایمان مکمل کرلیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سختیاں اور نرمیاں سب رِضائے الٰہی کے لئے تھیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دُشمنوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے حق میں آپ نہ صرف خُود نرم مِزاج تھے بلکہ وقتاً فوقتاً دوسروں کو بھی نرمی اِختیار کرنے کی تاکید فرمایا کرتے۔ چُنانچہ آپ اپنے متعلّقین کو نصیحت کے مدنی پھول عطا کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نرمی کے جو فوائد ہیں، وہ سختی سے

1... ابو داود، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان، ۴/۲۹۰، حدیث: ۴۶۸۱

ہر گز حاصل نہیں ہو سکتے، لہٰذا جو لوگ عقائد کے مُعاملے میں تَذَبْذُب اور شُکوک و شُبہات کا شِکار ہوں اُن سے نرمی کی جائے تا کہ وہ راہِ راست پر آ جائیں۔[1]

ڈال دی قلب میں عظمتِ مُصطفےٰ حکمتِ اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ساداتِ کرام سے عقیدت کی وجہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ ایک سچّے عاشق کے نزدیک محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز قابلِ عقیدت و مَحَبَّت اور لائقِ اِحْتِرام و عزّت ہوتی ہے، لہٰذا سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منسوب ہر چیز سے محبت کرنے کے ساتھ ساتھ سیّد زادوں سے خاص عقیدت رکھتے تھے جیسا کہ

مَلِکُ الْعُلَماء، حضرت علّامہ مولانا ظَفَرُ الدّین قادری رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ساداتِ کرام، جُزْءِ رسول (یعنی نبیِّ پاک صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ مُنَوَّر کا ٹکڑا) ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ تعظیم و توقیر کے حق دار ہیں اور اِس پر پُورا عمل کرنے والا میں نے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو پایا۔ اس لئے کہ کسی سیّد صاحِب کو وہ اُس کی ذاتی جان پہچان یا قابلیت کے اعتبار سے نہیں دیکھتے تھے بلکہ اِس حیثیّت سے مُلاحَظہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا "جُزْء" ہیں، پھر اِس عقیدت و نظریے کے بعد جو کچھ اِن (ساداتِ کرام) کی تعظیم و تَوْقِیر کی جائے، سب دُرُست و بَجا ہے۔ اعلیٰ

[1] ... امام احمد رضا اور عشقِ مصطفےٰ، ص۲۷۸ ملخصاً

حضرت (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اپنے قصیدۂ نور میں عرض کرتے ہیں۔[1]

تیری نَسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نُور کا تُو ہے عَینِ نور تیرا سب گھرانا نُور کا[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آیئے! ساداتِ کرام کی مَحَبَّت واُلفت سے بھرپُور اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دو ایمان افروز واقعات سنتے ہیں تاکہ ہمارے دلوں میں بھی ساداتِ کرام کی مَحَبَّت وعظمت کا جذبہ پیدا ہو۔ چُنانچہ

نام لینے والے کی اِصلاح فرمائی:

مَلِکُ الْعُلَماء، حضرت علّامہ مولانا ظَفَرُ الدّین قادری رَضَوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: حضرت مولانا نُور محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت مولانا سیّد قناعَت علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی یہ دونوں حضرات مجدِّدِ دین وملّت، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی صحبَتِ بابرکت میں رہ کر علمِ دین حاصل کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا نُور محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سَیّد صاحب کا نام لے کر اِس طرح پُکارا: قناعت علی، قناعت علی! جب حُضور نَبِیِّ اَکْرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عاشِقِ صادِق، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو گوارا نہ کیا کہ خاندانِ رسول کے شہزادے کو اس طرح نام لے کر پُکارا جائے۔ فوراً مولانا نُور محمد صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بُلوایا اور اِنفرادی کوشش کرتے ہوئے فرمایا: کیا سیّد زادوں کو اِس طرح پُکارتے ہیں؟ کبھی مجھے بھی اِس طرح پُکارتے ہوئے سُنا؟ (یعنی میں تو اُستاد ہوں پھر بھی کبھی ایسا انداز اِختیار نہیں کیا) یہ سُن کر مولانا نُور محمد صاحب بہت شرمندہ ہوئے اور ندامت

1... حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۱/ ۱۷۹

2... حدائقِ بخشش، ص۲۴۶

سے نِگاہیں جُھکالیں۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: جایئے! آئندہ خیال رکھئے گا۔[1]

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیِّد زادے کی انوکھی تعظیم:

شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے "بریلی سے مدینہ" صفحہ 15 پر تحریر فرماتے ہیں: مدینۃُ الْمرشِد بریلی شریف کے کسی محلے میں اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضاخان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مدعو (یعنی دعوت پر بُلائے گئے) تھے۔ اِرادت مندوں نے اپنے یہاں لانے کے لئے پالکی کا اِہتمام کِیا۔ چُنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سُوار ہوگئے اور چار مزدور، پالکی کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر چل دیئے۔ ابھی تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ یَکایک، امامِ اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پالکی میں سے آواز دی: "پالکی روک دیجئے۔" پالکی رُک گئی۔ آپ فوراً باہَر تشریف لائے اور بَھرّائی ہوئی آواز میں مزدُوروں سے فرمایا: سچ سچ بتایئے! آپ میں سیِّد زادہ کون ہے؟ کیونکہ میرا ذَوقِ ایمان سرورِ دوجہان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خُوشبو محسوس کررہا ہے، ایک مزدُور نے آگے بڑھ کر عرض کی: حُضور! میں سیِّد ہوں۔ ابھی اس کی بات مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ عالَمِ اسلام کے پیشوا اور اپنے وقت کے عظیم مجدِّد نے اپنا عمامہ شریف اُس سیِّد زادے کے قدموں میں رکھ دِیا۔ امامِ اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی آنکھوں سے ٹَپ ٹَپ آنسو گر رہے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر اِلْتِجا کررہے ہیں: مُعزّز شہزادے! میری گُستاخی مُعاف کردیجئے، بے خَیالی میں مُجھ سے

1... حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۱/ ۱۸۳ ملخصاً

2... حدائقِ بخشش، ص ۲۴۶

بُھول ہو گئی، ہائے غضب ہو گیا! جن کی نَعلِ پاک میرے سر کا تاجِ عزّت ہے، اُن کے کاندھے پر میں نے سُواری کی، اگر بروزِ قِیامت تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پُوچھ لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزند کا دَوشِ ناز نین (یعنی نازُک کندھا) اِس لئے تھا کہ وہ تیری سُواری کا بوجھ اُٹھائے ؟ تو میں کیا جواب دوں گا! اُس وَقت میدانِ محشر میں میرے ناموسِ عِشق کی کتنی زبردست رُسوائی ہو گی۔ کئی بار زَبان سے مُعاف کر دینے کا اِقْرار کروالینے کے بعد امامِ اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آخری اِلْتِجائے شوق پیش کی: محترم شہزادے! اس لاشُعُوری میں ہونے والی خَطا کا کَفّارہ جبھی اَدا ہو گا کہ اب آپ پالکی میں سُوار ہوں گے اور میں پالکی کو کاندھا دُوں گا۔ اس اِلتجا پر لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور بعض کی تو چیخیں بھی بُلند ہو گئیں۔ ہزار اِنکار کے بعد آخِر کار مزدُور شہزادے کو پالکی میں سُوار ہونا ہی پڑا۔ یہ مَنْظر کس قَدَر دل سوز ہے، اہلسنّت کا جلیلُ القدر امام مزدُوروں میں شامِل ہو کر اپنی خُداداد علمیّت اور عالمگیر شُہرت کا سارا اِعزاز خُوشنُودیِ محبوب کی خاطر ایک گُمنام مزدور شہزادے کے قدموں پر نِثار کر رہا ہے۔ (1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سبحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو سچّے عِشْقِ رسول کے صدقے ایک مخصوص خُوشبو کے ذریعے معلوم ہو گیا کہ پالکی اُٹھانے والے مزدوروں میں کوئی سَیِّد زادے بھی ہیں اور پھر وہاں موجود بہت سے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے عشق کا یہ نِرالا انداز دیکھا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جن کا مقام اِتنا بلند ہے کہ عَرَب و عَجَم کے نامی گرامی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام اُن سے شَرفِ بیعت حاصل کریں، آپ

(1)... انوار رضا، ص۴۱۵

کی صحبت کو اپنے لئے باعثِ فَخر سمجھیں، آپ سے حدیث روایت کرنے کی اجازت طَلَب کریں، آپ کے مجدِّدِ وقت، ولیِ کامل اور عاشِقِ رسول ہونے کی گواہی دیں، جنہیں50 سے زائد علوم وفُنُون میں کامل مہارت حاصل ہے، جنہوں نے اُمت کو لُغوی، مَعْنَوی، اَدَبی اور علمی کمالات پر مُشْتَمِل ذاتِ خُدا جَلَّ جَلَالُہٗ، عظمتِ مُصْطَفٰے اور مُقَدَّس ہستیوں کے اَدَب واِحْتِرام کا پاسبان ترجَمۂ قرآن "**کنزُالایمان**" دیا، چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس(6847)سُوالات وجوابات اور206رسائل سے مُزَیَّن30جلدوں پر مُحِیط اکیس ہزار چھ سو چھپن(21,656) صفحات پر مُشْتَمِل **فتاویٰ رضویہ** جن کے علمی مقام و مرتبے کا ثُبوت ہے۔ جن کی وُسعَتِ علمی اور فَصاحت وبلاغت کے ہر طرف چرچے ہو رہے ہیں، جنہوں نے حرمین شریفین میں دو دن کے مختصر عرصے اور وہ بھی بیماری کی حالت میں "اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ" جیسا تحقیقی رسالہ عربی میں لکھ کر محبوبِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے عِلْمِ غیب کے ثُبوت پر دلائل کے اَنْبار لگائے اور دُشمنانِ رسول کے دانت کھٹّے کئے نیز عُلمائے حَرَمَیْن سے دادِ تحسین وصول کی، آج وہی امامِ عشق و مَحَبَّت عاجزی و اِنکساری کی تصویر بنے، سرِعام ایک سیّد زادے کے حُضور گڑگڑا کر مُعافی مانگ رہے ہیں اور خُود پالکی میں بیٹھنے کے بجائے سَیِّد زادے کو پالکی میں بٹھا کر پالکی کا بوجھ اپنے کندھے پر اُٹھا رہے ہیں۔ سادات کرام سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی محبت وعقیدت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے متعلقین میں سے اگر کوئی سادات کرام کے معاملے میں بے احتیاطی اور بے تہذیبی کر بیٹھتا تو ناراضی کا اظہار فرماتے اور آئندہ ان کے ادب واحترام کی تلقین فرماتے۔

غور کیجئے کہ جسے ساداتِ کرام کی عقیدت و مَحَبَّت اور اُن کے اِحْتِرام کا اِس قدر لحاظ ہو اُسے سیّدوں کے سردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کس قدر والہانہ عشق ہو گا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کسی کو کسی سے عشق ہو جاتا ہے تو عاشق اپنے قلبی جذبات کا اِظہار اور محبوب کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے لئے بسا اَوقات اَشعار کا سہارا لیتا ہے کیونکہ اَشعار کے ذریعے اپنے دِلی جذبات بہت اچھے انداز میں بیان کئے جاسکتے ہیں۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے بھی اپنے عشق کے اِظہار کے لئے نعتیہ شاعری بھی فرمائی۔ چُنانچہ عشق و مستی میں ڈُوب کر لکھے گئے کلاموں پر مشتمل نعتیہ مجموعہ بنام "**حدائقِ بخشش**" آپ کی شاعری کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ آپ کی نوکِ **قلم** سے تحریر کیا گیا ایک ایک شعر شریعت کے عین مُطابق ہے۔ یوں تو آپ کے اِس مجموعے کے تقریباً ہر ہر کلام کو زبردست شُہرت حاصل رہی، مگر بِالخُصُوص سلامِ رضا (یعنی مُصْطَفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام) کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جو عُروج و مرتبہ بخشا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "**حدائقِ بخشش**" اور "**سلامِ رضا**" کی خُوبیوں پر مختلف اِعتبار سے کُتُب و رَسائل تصنیف کئے جانے کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ بچّے بُوڑھے جوان اور مرد وعورت سبھی مَحافِل وغیرہ میں اس سلام کو عشقِ رسول میں بے ساختہ جُھوم جُھوم کر پڑھتے ہیں اور اُن پر ایک عجیب رِقّت طاری ہو جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اس سلام میں آقا و مولیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے دیگر فضائل و کمالات کے ساتھ ساتھ جسمِ اقدس کے نورانی اَعضائے مُبارکہ کی شان و شوکت بھی بہت عُمدہ انداز میں بیان فرمائی ہے۔ جیسے دھوپ اور چاندنی میں آپ کے جسمِ اقدس کا سایہ نہیں تھا، آپ کے تاجِ نبوت کی یہ شان تھی کہ بڑے بڑے سردار بھی بارگاہِ رسالت میں سر جھکاتے، آپ کے گوش مبارک ایسے کہ مِیلوں دُور کی آواز بھی سن لیا کرتے، چشمانِ مبارک حَیا سے جھکی رہتیں، مُبارک زبان ایسی کہ جو کہہ دیا ہو کر رہا۔ آپ

کی حکومت جہانوں میں نافذ ہے، آپ کی بارگاہ میں کوئی غمزدہ یا پریشان حال حاضر ہوتا تو چہرہ انور کی مسکراہٹ دیکھ کر سب غم بھول جاتا، آپ کے مبارک گلے سے دودھ اور شہد جیسی میٹھی خوبصورت آواز نکلتی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سادگی وقناعت کا یہ عالَم تھا کہ مالکِ کائنات ہونے کے باوجود انتہائی سادہ غذا تناول فرماتے۔ آیئے! اس ضمن میں سلامِ رضا کے چند اَشعار سُنئے اور عشق ومحبت میں جُھومئے:

قَدِّ بے سایہ کے سایۂ مَرحمت ظِلِّ مَمدُودِ رافَت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سرِ سَروَراں خَم رہیں اُس سرِ تاجِ رِفعَت پہ لاکھوں سلام
لَیْلَۃُ الْقَدْر میں مَطْلَعِ الْفَجْر حق مانگ کی اِستقامت پہ لاکھوں سلام
دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان کانِ لَعلِ کَرامت پہ لاکھوں سلام
جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جُھکی اُن بھَوؤں کی لَطافَت پہ لاکھوں سلام
نیچی آنکھوں کی شَرم و حَیا پر دُرود اُونچی بِینی کی رِفعَت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں اُس کی نافِذ حکومت پہ لاکھوں سلام
جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اُس تَبَسُّم کی عادت پہ لاکھوں سلام
جس میں نہریں ہیں شِیر و شَکَر کی رَواں اُس گلے کی نَضارَت پہ لاکھوں سلام
حَجَرِ اَسوَدِ کعبۂ جان و دل یعنی مُہرِ نُبوّت پہ لاکھوں سلام
کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غِذا اس شِکَم کی قناعت پہ لاکھوں سلام(1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ نعت شریف لکھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں،

1... حدائقِ بخشش، ص۲۹۹ تا ۳۰۴

نہ ہی ہر کسی کو اس کی اجازت ہے، نعتیہ شاعری کے لئے فَنِّ شاعری کے اُصولوں کے ساتھ ساتھ علمِ دین کی دولت اور عُلمائے حق کی صحبت وغیرہ کئی چیزیں ضروری ہیں۔ بہت سے ایسے شاعر جن کا دنیوی شاعری میں کوئی ثانی نہیں، مگر جب انہوں نے نعتیہ شاعری کے میدان میں قسمت آزمائی تو علمِ دین اور علمائے دِین کی صحبت سے محروم ہونے کی وجہ سے ایسی ایسی ٹھوکریں کھائیں کہ اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ۔

قربان جائیے! اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے کمالِ احتیاط پر کہ نعت لکھنے کے کامل اَہل ہونے اور فَنِّ شاعری کے اُصولوں میں مہارت حاصل ہونے کے باوُجود نعت شریف لکھنے کو ایک مُشکل کام کہا کرتے تھے۔ چُنانچہ خُود ہی فرماتے ہیں: حقیقۃً نعت شریف لکھنا نہایت مُشکل ہے، جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں، اِس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔[1]

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب ''کُفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ''صفحہ 232 پر نعتیہ شاعری کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں: یہ سُنَّتِ صَحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہے یعنی بعض صحابہ مَثَلاً حسّان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وَغَیْرُھُما سے نعتیہ اَشعار لکھنا ثابت ہے۔ تاہم یہ ذِہن میں رہے کہ نعت شریف لکھنا نہایت مُشکِل فَن ہے، اِس کے لئے ماہِرِ فَن، عالِمِ دین ہونا چاہئے ورنہ عالِم نہ ہونے کی صورت میں رَدیف، قافِیہ اور بَحر (یعنی شعر کے وَزن) وغیرہ کو نِبھانے کے لیے خلافِ شانِ اَلفاظ ترتیب پا جانے کا خَدشہ رہتا ہے۔ عوامُ النّاس (عام لوگوں) کو شاعِری کا شوق چَرانا مناسِب نہیں کہ نَثر کے مُقابلے میں نَظم میں کُفرِیّات کے صُدُور (یعنی وُقوع) کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے۔ اگر شرعی اَغلاط سے کلام محفوظ رہ بھی گیا تو فُضولیات سے بچنے کا ذِہن

[1]... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۲۲۷

بہت کم لوگوں کا ہوتا ہے۔ جی ہاں! آج کل جس طرح عام گفتگو میں فُضول اَلفاظ کی بھر مار پائی جاتی ہے، اِسی طرح بیان اور نعتیہ کلام میں بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا اَدَب کا تقاضا تو یہی ہے کہ فَنِّ نعت سے ناواقِف اَفراد خُود سے نعتیں لکھنے کا شوق ہرگز نہ پالیں کہ اِسی میں دونوں جہان کی بھلائی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب تک زندہ رہے عِشْقِ رسول کے طُفیل بارگاہِ مُصْطَفٰے سے حاصل ہونے والے اَنوار وتَجَلّیات سے خُود بھی فیضیاب ہوتے رہے اور مخلوقِ خُدا کو بھی فیضیاب کرتے رہے نیز رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عِنایتوں کا سلسلہ صرف آپ کی حیات تک ہی مَحْدُود نہ رہا بلکہ بعدِ وِصال بھی آپ پر لُطف ورِضوان کی بارشیں ہوتی رہیں۔ چُنانچہ

دربارِ رسالت میں انتظار:

25 صَفَرُ الْمُظَفَّر کو بَیْتُ الْمقدَّس میں ایک شامی بُزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے خواب میں خود کو دربارِ رسالت میں پایا۔ تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اَولیائے عِظام، دربار میں حاضِر تھے لیکن مجلس میں خاموشی طاری تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا اِنتظار ہے۔ شامی بُزرگ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: حُضور، میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں! کس کا اِنتظار ہے؟ سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **"ہمیں اَحمد رضا کا اِنتظار ہے۔"** شامی بُزرگ نے عرض کی: حُضُور! اَحمد رضا کون ہیں؟ ارشاد ہوا: ہندوستان میں "بریلی" کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد وہ شامی بُزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مولانا احمد رضا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور جب وہ

بریلی شریف آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اُس عاشقِ رسول کا اُسی روز (یعنی 25 صَفَرُ الْمُظَفَّر ۱۳۴۰ھ کو) وِصال ہو چکا تھا جس روز اُنہوں نے خواب میں سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ کہتے سنا تھا کہ "**ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔**"

یا الٰہی جب رَضا خوابِ گِراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدارِ عِشقِ مُصطفٰے کا ساتھ ہو[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کتاب "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" کا تعارُف:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امامِ عشق و محبّت، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی محبّت دل میں پیدا کرنے، آپ کے عِشقِ رسول میں سے حِصّہ پانے اور اِرْشادات سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی اِدارے **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** کی مطبوعہ 568 صفحات پر مشتمل کتاب **"ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت"** کا مُطالعہ نہایت مُفید ہے۔ یہ کتاب شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدارِ اہلسنّت، حُضُور مُفتیِ اَعْظَم ہند مولانا مُصْطَفٰی رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تالیف کی ہوئی ہے جس میں آپ نے اعلیٰ حضرت کے عِلم و حِکمت اور عِشقِ رسول سے بھرپور اِرشادات کو جمع فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اِس کتاب میں شریعت کے اَحْکام، طریقت کے آداب، حضور نبیِّ اَکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے فضائل و مناقِب، سَلاطینِ اِسلام کے تذکرے، عُلُوم و فُنُون سے لگاؤ رکھنے والوں کے ذہن میں پیدا ہونے والی اُلجھنوں کے جوابات، حَرام و حلال کے ضروری مسائل، بُزرگوں کی اِیمان اَفروز حکایات اور اِس کے علاوہ بہت سی مُفید معلومات کا خزانہ موجود ہے۔ لہٰذا آج

[1]... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۳۵

ہی اِس کتاب کو مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ کے بستے سے ھَدِیَّۃً طَلَب فرما کر خُود بھی اِس کا مُطالَعہ فرمایئے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی اِس کی ترغیب دِلایئے۔

دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے اسے پڑھا بھی جاسکتا ہے، نیز ڈاؤن لوڈ(Download) اور پرنٹ آؤٹ(Print Out) بھی کیا جاسکتا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدائقِ بخشش کا تعارُف:

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بے مثال نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" ہے۔ ولیِ کامل اور امامِ عشق و محبت کے نوکِ قلم سے نکلا ہوا ہر ایک شعر قرآن و حدیث کا سچا ترجمان اور ناموسِ مصطفٰے، صحابہ و اہلِ بیت اور اولیائے کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی عظمتوں کا سچا محافظ اور ان کے فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔ چونکہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اردو کے علاوہ دیگر کئی زبانوں پر بھی عُبُور تھا اس لئے آپ نے اُردو کے علاوہ عربی اور فارسی وغیرہ زبانوں میں بھی نعتیں تحریر فرمائی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے اس نعتیہ دیوان میں فصاحت و بلاغت کے وہ دریا بہائے کہ زمانے کے نامی گرامی شاعر و ادیب حدائقِ بخشش کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی عقلیں دَنگ رہ جاتی ہیں اور وہ داد و تحسین دیئے بغیر نہیں رہ پاتے۔

شَیْخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو حدائقِ بخشش سے اس قدر لگاؤ ہے کہ آپ اپنے بیانات و مدنی مذاکروں میں وقتاً فوقتاً حدائقِ بخشش کے اشعار پڑھتے ہیں اور اپنے مریدین و مُتَعَلِّقِیْن کو بھی حدائقِ بخشش پڑھنے اور اپنے پاس رکھنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ الغرض حدائقِ بخشش اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا وہ بلند پایہ کارنامہ ہے کہ جس

کی بدولت عاشقانِ رسول کے سینوں میں عشقِ مُصطَفٰے کی شمع فروزاں ہے۔ **دعوتِ اسلامی** کی علمی و تحقیقی مجلس **"اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیہ"** نے دورِ جدید کے تقاضوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے "حدائقِ بخشش" کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، آپ اِسے **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** سے خرید کر پڑھئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے عشقِ رسول میں اضافہ ہو گا۔

مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ کا قیام:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عشقِ رسول کی شمع اپنے دل میں جلانے اور نیکی کی دعوت کی دُھومیں مچانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کم و بیش103 سے زائد شعبہ جات میں نیکی کی دعوت عام کرنے میں مصروف ہے، اِنہی میں سے ایک **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** بھی ہے۔ دورِ حاضر میں پیغامات کی تَرسِیل اور کتب و رسائل کی اِشاعت کے لئے جدید ذرائع اور وسائل کا اِستِعمال بڑی تیزی کے ساتھ عام ہوتا جارہا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان جدید ذرائع کو نیکی کی دعوت کی دُھومیں مچانے یا دِیگر جائز مقاصد کے لئے ہی استعمال کِیا جاتا مگر افسوس کہ باطل قوّتوں نے اِن ذرائعِ اِبلاغ کو اپنے مَفادات کی تکمیل کا ہتھیار بنالیا جس کی مدد سے وہ شب و روز اپنے گُمراہ کُن عَقائد، باطل نظریات اور خُرافات و فُضُولیات کی تَروِیج واِشاعت کرکے بَھولے بھالے مسلمانوں کو راہِ حق سے ہٹانے اور صراطِ مستقیم سے دور کرنے میں مَصروف ہیں۔

لٰہذا شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اِن پُرفِتَن حالات میں بدعقیدگی کے اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کی اَنتھک کوششیں فرمائیں بالآخر آپ کی مُخلِصانہ کوششیں رنگ لائیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ۱۴۰۶ھ بمطابق 1986ء میں تبلیغِ قرآن وسُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** کا شاندار آغاز ہو گیا۔

دعوتِ اسلامی کے اس شُعبے سے، اوّلاً صِرف بیانات کی آڈیو کیسٹیں جاری کی گئیں اور پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فَضْل وکرم اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نظرِ عنایت سے ایسی تَرَقّی نصیب ہوئی کہ آڈیو کیسٹوں سے اپنے کام کا آغاز کرنے والے اِدارے **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** کے تَحت وی سی ڈیز (VCDs) مکتب قائم ہیں، جو اس شُعبے سے مُتَعَلِّق ہر قسم کی جَدید سَہولیات وضَروریات سے آراستہ ہیں۔ اس مختصر عرصے میں **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** سے جہاں سُنَّتوں بھرے بیانات اور مدنی مُذاکروں کی لاکھوں لاکھ کیسٹیں اور وی سی ڈیز (VCDs) دُنیا بھر میں پہنچیں اور پہنچ رہی ہیں، وہیں اَعْلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ، امیرِ اَہلسُنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اور دیگر عُلَمائے اَہلسُنَّت کَثَّرَھُمُ اللہُ تَعَالٰی کی کتابیں بھی شائع ہو کر کثیر تَعداد میں عوام کے ہاتھوں میں پہنچ کر سُنَّتوں کو زِندہ کرنے کا سبب بن رہی ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے تمام شُعبہ جات بَشمول **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** کو دن گیارھویں رات بارھویں تَرَقّی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اے دعوتِ اسلامی تیری دُھوم مچی ہو اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا خُلاصہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے اِس بیان کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

... اَعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا سینہ عِشْقِ مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گنجینہ تھا، آپ کے ملفوظات، فتاوٰی جات اور نعتیہ اَشعار سے عِشْقِ مصطفٰے کی کرنیں پُھوٹتی ہیں۔

... آپ پر حُضُور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بہت زِیادہ فَضْل وکرم تھا حتّٰی کہ

1... وسائلِ بخشش مرمم، ص۳۱۵

دُوسری بار سَفرِ مدینہ کے موقع پر سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حالتِ بیداری میں اپنے دِیدار کا جام بھی پلایا۔

…اَعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی عقیدتوں کا مرکز مَدِیْنَۃُ الرَّسُوْل تھا اورآپ فَنَافِی الرَّسُول کے اَعلیٰ مَرتبے پر فائز تھے۔خُود ہی فرمایا کہ اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کردے تو ایک پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ لکھا ہوا پائے گا۔

…آپ حُضُور نَبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نامِ اَقدس اورآپ سے تعلُّق و نِسبَت رکھنے والی ہر شے کا بے حد اَدَب بَجالاتے نیز ساداتِ کرام کے ساتھ بھی ایسا اَدَب و تعظیم والا سُلوک فرماتے کہ دیکھنے والے حیرت میں پڑ جاتے۔

…آپ نے قلمی،زَبانی اور عملی ہر طریقے سے لوگوں کی شَرعی رَہنُمائی فرمائی،خُود بھی اَسلاف کے نَقشِ قدم پر چلے اور لوگوں کو بھی ان کے راستے پر چلنے کی تاکید فرماتے رہے۔

…آپ نامُوسِ رسالت کے سچے پاسبان تھے،عام مُسلمانوں کے لئے اِنتہائی رَحم دِل جبکہ بدمذہبوں اور گُستاخانِ رسول و دُشمنانِ صحابہ و اَوْلیا کے لئے شمشیرِ بے نِیام کی مانند تھے،ساری زِندگی بددِینوں کا قلع قمع کرنے میں مصروف رہے۔

…ترجمۂ قرآن **"کنزالایمان"** اور نعتیہ دیوان **"حدائِقِ بخشش"** آپ کے وہ شاندار کارنامے ہیں کہ انہیں پڑھتے یا سُنتے وَقت سینے میں مَوْجُود دل عِشْقِ رسول میں جُھومنے لگتا ہے،اَلْغرض اَعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا عِشْقِ رسول ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

دعا ہے:**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی اَعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے صَدْقے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچی مَحَبَّت عطا فرمائے۔اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام "چوک درس"

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فُیُوض وبَرَکات سے حِصّہ پانے کے لئے آپ بھی مَسلکِ اَعلیٰ حضرت کی ترجُمانی کرنے والی، تبلیغِ قرآن وسُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوکر مدنی اِنْعامات پر عمل اور مدنی قافلوں میں سفر کو اپنا معمول بنا لیجئے، نیز ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حِصّہ لیجئے۔ ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام "چوک درس" بھی ہے۔ یاد رہے کہ دَرس وبیان کے ذَریعے لوگوں کو نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ چُنانچہ

اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کی فضیلت:

مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سَیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وَحْی فرمائی کہ جس نے بھلائی کا حکم دِیا، بُرائی سے منع کیا اور لوگوں کو میری اِطاعت کی طرف بُلایا تو وہ قیامت کے دن میرے عرش کے سائے میں ہوگا۔[1]

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سَیِّدُنا امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا دِین کا قُطبِ اعظم ہے (یعنی جس رُکن سے دِین کی تمام چیزیں وابَستہ ہیں) اِسی اَہم کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو مَبعُوث فرمایا۔[2]

مدنی بہار:

دعوتِ اسلامی کے عالَمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ میں ہونے والے آخری عشرے کے

1 ...حلیۃ الاولیاء، کعب الاحبار، ٦/ ٣٦، رقم: ٧٧١٦

2 ...احیاء العلوم، کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، ٢/ ٣٧٧

اِجتماعی اعتکاف میں شریک ایک اسلامی بھائی کا کہنا ہے کہ ایک رات میں سویا تو میری قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی، اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے خواب میں اِمامِ اَہلسنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت، عالمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا دِیدار کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نماز پڑھارہے ہیں اور آپ کے پیچھے وَجِیہ (خوبصورت) چہروں والے کچھ لوگ نماز ادا کر رہے ہیں جن کے سروں پر سبز سبز عمامے اور بدن پر سنّت کے مطابق سفید لباس تھے، پھر میری آنکھ کھل گئی۔ جب معلومات کیں تو پتا چلا کہ سبز سبز عمامہ دعوتِ اسلامی والے سجاتے ہیں اور ان کے امیر شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا **ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری** مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی ہیں۔ پھر مجھے امیرِ اہلسنّت کا رسالہ **"تذکرۂ امام احمد رضا"** پڑھنے کا موقع ملا، دل تو پہلے ہی مطمئن تھا، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی اعلیٰ حضرت سے مَحَبَّت دیکھ کر میں اور بھی متأثر ہوا اور اَمیرِ اہلسنّت کے ہاتھوں بیعت ہو کر عطّاری بن گیا۔ اب اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں دعوتِ اسلامی کے اجتماعی اعتکاف میں شریک ہونے کی سعادت پارہا ہوں اور سبز سبز عمامہ سجانے اور سُنَّت کے مطابق ایک مٹھی داڑھی شریف سجانے کی بھی نیّت کرتا ہوں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بَیان کو اِختِتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت اور چند سنّتیں اور آداب بَیان کرنے کی سعادت حاصِل کرتا ہوں۔ مصطَفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جَنَّت نشان ہے: "جس نے میری سُنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنَّت میں میرے ساتھ ہو گا۔"[1]

[1]...ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة...الخ، ۴/ ۳۰۹، حدیث: ۲۶۸۷

مسواک کی سُنّتیں اور آداب:

دو فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُلاحَظہ ہوں: ﴿1﴾ ... دو رَکعت مِسْواک کر کے پڑھنا بغیر مِسْواک کی ستّر (70) رَکعتوں سے افضل ہے۔[1] ﴿2﴾ ... مسواک کا اِستعمال اپنے لئے لازم کرلو کیونکہ اِس میں مُنہ کی صفائی اور (یہ) ربّ تعالیٰ کی رِضا کا سبب ہے۔[2]
... حضرت سیّدُنا ابنِ عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ مِسواک میں دس خُوبیاں ہیں: منہ صاف کرتی، مَسُوڑھے کو مضبوط بناتی ہے، بینائی بڑھاتی، بلغم دُور کرتی ہے، مُنہ کی بدبو ختم کرتی، سنّت کے مُوافِق ہے، فرشتے خوش ہوتے ہیں، رَبّ عَزَّوَجَلَّ راضی ہوتا ہے، نیکی بڑھاتی اور شیطان کو غضبناک کرتی ہے۔[3] ... حضرت سیّدنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ چار چیزیں عقل بڑھاتی ہیں: فُضُول باتوں سے پرہیز، مِسْواک کا استِعمال، صُلَحا یعنی نیک لوگوں کی صحبت اور اپنے علم پر عمل کرنا۔[4] ... مِسْواک پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو، مسواک کی موٹائی چھنگلیا یعنی چھوٹی اُنگلی کے برابر ہو۔ ... مسواک جب ناقابلِ استعمال ہو جائے تو پھینک مت دیجئے کہ یہ آلۂ ادائے سنّت ہے، کسی جگہ اِحتیاط سے رکھ دیجئے یا دفن کر دیجئے یا پتھر وغیرہ وزن باندھ کر سَمُندر میں ڈبو دیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... مسند احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، ۱۰/ ۱۴۱، حدیث: ۲۶۴۰۰

2 ... مسند احمد، مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب، ۲/ ۴۳۸، حدیث: ۵۸۶۹

3 ... دارقطنی، کتاب الطھارۃ، باب السواک، ۱/ ۸۴، حدیث: ۱۵۷

4 ... احیاء العلوم، کتاب اداب الاکل، فصل یجمع ادابا ومناھی ... الخ، ۲/ ۲۷

طرح طرح کی ہزاروں سُنَّتیں سیکھنے کے لئے **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** کی مطبوعہ دو کُتُب (۱)…**312 صفحات** پر مشتمل کتاب **"بہارِ شریعت"** حصّہ 16 اور (۲)…**120 صفحات** کی کتاب **"سُنَّتیں اورآداب"** ہَدِیَّۃً حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنَّتوں کی تربیّت کا ایک بہترین ذَرِیعہ **دعوتِ اسلامی** کے **مَدَنی قافلوں** میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ سُنَّتوں بھرا سفر بھی ہے۔

سُنَّتوں کی تربیت کے قافلے میں بار بار
مجھ کو جذبہ دے سفر کرتا رہوں پروَردگار[1]

صَلُّوْاعَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد



جوتے پر کھڑے ہو کر جنازہ پڑھنا

جوتا پہن کر اگر نمازِ جنازہ پڑھیں تو جوتے اور زمین دونوں کا پاک ہونا ضَروری ہے اور جوتا اُتار کر اُس پر کھڑے ہو کر پڑھیں تو جوتے کے تلے اور زمین کا پاک ہونا ضَروری نہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ایک سوال کے جواب میں اِرشاد فرماتے ہیں: "اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی، احتیاط یہی ہے کہ جوتا اُتار کر اُس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔" (فتاوی رضویہ، ۹/ ۱۸۸)

(نماز کے احکام، نمازِ جنازہ کا طریقہ، ص ۳۸۵)

[1] …وسائلِ بخشش مرمم، ص ۶۳۵

چھوٹے ناسمجھ بچّوں کو مسجد میں لانا

سُوال: چھوٹے چھوٹے بچے جو مسجد میں دَنْدناتے اور شور مچاتے پھر رہے ہوتے ہیں، ان کا جُرم کس پر ہے؟

جواب: چھوٹے بچوں اور پاگلوں کو مسجد میں لانے کی حدیثِ پاک میں ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ دو عالَم کے سردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: مسجدوں کو بچّوں، پاگلوں، خرید و فروخت، جھگڑے، آواز بلند کرنے، حُدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔ ان کے دروازوں پر طہارت خانے بناؤ اور جمعہ کے دن مساجد کو دھونی دیا کرو۔

(ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب مایکرہ فی المساجد، ۱/ ۴۱۵، حدیث: ۷۵۰)

عموماً مشاہدہ یہی ہے کہ جب چھوٹے بچّے مسجد میں جمع ہوتے ہیں تو آپس میں شرارتیں شروع کر دیتے ہیں، نمازیوں کے آگے سے گزرتے اور خوب اودھم مچاتے ہیں نیز دورانِ نماز بسا اوقات رونا شروع کر دیتے ہیں جس سے نماز میں زبردست خَلَل آتا ہے اور مسجد کا تقدُّس پامال ہوتا ہے اور کبھی کبھار تو مسجد میں پیشاب پاخانے تک کر دیتے ہیں تو ان ساری باتوں کا وبال بچوں کو مسجد میں لانے والے پر آتا ہے جبکہ وہ لانے والا بالغ ہو لہٰذا چھوٹے بچّوں کو ہرگز مسجد میں نہ لایا جائے۔

یاد رکھیے! ایسا بچّہ جس سے نجاست (یعنی پیشاب وغیرہ کر دینے) کا خطرہ ہو اور پاگل کو مسجد کے اندر لے جانا حرام ہے اور اگر نَجاست کا خطرہ نہ ہو تو مکرُوہ ہے۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ...الخ، ۲/ ۵۱۸)

اسی طرح بچّے یا پاگل یا بے ہوش یا جس پر جن آیا ہوا ہو ان سب کو دَم کروانے کے لئے بھی مسجد میں لے جانے کی شریعت میں اجازت نہیں۔ اگر کوئی پہلے یہ بھول کر چکا ہے تو اسے چاہیے کہ فوراً توبہ کرکے آئندہ انہیں نہ لانے کا عہد کرلے۔ فِنائے مسجد مثلاً امام صاحب کے حُجرے میں انہیں دم کروانے کے لئے لے جانے میں حرج نہیں جبکہ مسجد کے اندر سے گزرنا نہ پڑے۔ (مسجد کے آداب ''فیضان مدنی مذاکرہ: قسط 12'' ص ۱۱ تا ۱۲)